انتقالِ خون

اور

عطیہ چشم و زن

(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

والصلوٰۃ والسلام علیٰ النبی الرؤف الرحیم الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

امابعد! دورِ حاضرہ میں سائنسی ترقی سے اسلام کے حق ہونے کے دلائل مشاہدہ کی صورت اختیار کررہے ہیں لیکن افسوس کہ دشمنانِ اسلام سائنسی اصول کو اسلام کے خلاف استعمال کرتے چلے جارہے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی اصول کے اسباب ختم کررہے ہیں یا کم از کم ان کی راہیں بند کررہے ہیں عوام کو سائنسی اصول اسلام دشمنی میں عام اور آسان کہتے ہیں تاکہ عوام اہل اسلام نفسانیت سے مغلوب سہولیات کو دیکھ کر انہیں اپنائیں ادھر اصول اسلام کے اسباب کو سخت اور ناکامیاب کررہے ہیں تاکہ عوام مسلمان اسلام سے انحراف یا کم از کم اس سے نفرت کریں اس کی دورِ حاضرہ میں بیشمار مثالیں موجود ہیں منجملہ ان کے عطیہ چشم وخون (Eye and Blood Donation) اور اعضاء کی پیوندکاری (Organ Transplantation) بھی ہے کہ اس کی ظاہری سہولیات اور فوائد عامہ سب کو معلوم ہیں ان کی اِفَادِیت (نفع) کو اتنا عام کردیا گیا ہے کہ عوام سمجھتے ہیں کہ گویا آبِ حیات ہے اور ان کے یقین کا یہ سماں ہے کہ اپنی ساری جائیداد بھی اس کے عوض قربان کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور اسلام دشمنوں نے محض اسلام کے اصول مٹانے کے لئے اپنے اصول کو اتنی شہرت دی اور اسے ایسا کثیر الاستعمال بنادیا ہے کہ عوام میں اس علاج کے سوا کوئی چارہ کار دنیا میں ہے ہی نہیں۔ ادھر اصولِ اسلام اور علاج کے اسلامی ضوابط یا تو سرے سے مٹا کر رکھ دیئے ہیں یا ایسے تنگ مسدود (بند) کردیئے ہیں کہ جنہیں عوام غیر معتبر سمجھتے ہیں اور اپنے ایجاد کردہ علاج اگرچہ مہنگا سہی لیکن عوام اسی کو راحتِ جان سمجھتے ہیں حالانکہ طب اسلامی کا علاج آسان اور سستے داموں میں میسر ہوتا ہے ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی طب کے اصول ہمیں ہر طرح کے میسر ہوں تو شفاء منجانب اللہ کا عقیدہ حق ہے۔ طب اسلامی ہر مرض کے لئے نئی روح پھونک سکتی ہے لیکن سرپرستی کون کرے چونکہ اسلامی طب کے نشانات مٹا دیئے گئے ہیں اس لئے اگر ہمارے جیسے جدید اصول کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں گردن زدنی کے مستحق بنتے ہیں ادھر غیر شعوری یا عمداً ٹیڈی مجتہدین دشمنانِ اسلام کو ان کے اصول قرآن وحدیث سے ثابت کردکھلائیں۔ فقیر اپنی استطاعت پر مسائل مذکورہ پر دلائل قائم کرتا ہے اور یہ حرف آخر بھی نہیں ہاں اگر

اہل اسلام کو یا مخصوص علمائے اہل سنت کو پسند آئیں تو فقیر کی ہمنوائی میں اسلامی طب کے علاج کو ترجیح دیں اور اسلام دشمنوں کے سامنے سینہ سپر (مقابل) ہو کر احیائے اسلام و اصولِ دین کی تقویت میں فقیر کا ساتھ دیں ہاں ٹیڈی مجتہدین فقیر کا رد کرتے رہیں ان کی فقیر کو پرواہ نہیں۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۹ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ، ۲۱ اگست ۱۹۹۹ء

بروز ہفتہ قبل صلوٰۃ العصر

جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

مقدمہ

ذیل میں فقیر اسلامی ضوابط و قواعد عرض کرتا ہے۔

(۱) خون نجاستِ غلیظہ ہے اس سے بچنے اور اسے دور کرنے کے لئے شریعت میں زیادہ تاکید و اہتمام ہے۔

(۲) اسلام کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ "کل نجس حرام"[1] (عمدۃ الرعایہ صفحہ ۷۴)

جو چیزیں نجس و پلید ہیں وہ شرعاً حرام ہے۔

(۳) جن چیزوں کے خارج ہونے سے وضو واجب ہوتا ہے وہ نجاستِ غلیظہ میں شمار ہوتی ہیں جیسے پیشاب پاخانہ اور خون وغیرہ۔ چنانچہ فقہ اسلامی کی مشہور کتاب نور الایضاح وغیرہما میں ہے۔

---

[1] (عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية، 331/1، مركز العلماء العالمي للدراسات وتقنية المعلومات، الطبعة: الأولى)

"فالغليظة كالخمر" الخ والدم المسفوح ولحم الميتة وإهابها وبول ما لا يؤكل لحمه ونجو الكلب ورجيع السباع ولعابها وخرء الدجاج والبط والإوز وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الإنسان[2] (نورالایضاح، باب بم تطهر النجاسة، صفحہ ۳۴)

(۴) حرام چیزوں میں شفاء نہیں اگرچہ وقتی طور پر اس سے فائدہ ہو تب بھی حقیقی شفاء سے محرومی ہے۔

(۵) انسان اپنی جسمانی مشینری کا مالک نہیں بلکہ امین ہے اسے حق نہیں کہ وہ اس مشینری میں تصرف کرے یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنے والا حرام موت مر جاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی ناراضگی ہے کہ اسے مرتے ہی دوزخ میں پھینک دیا جاتا ہے اس کے باوجود دورِ حاضرہ کے دانشور ڈاکٹر اور بعض علماء بھی اس بات پر مُصِر (اصرار کرنے والے) ہیں کہ خون دینا اور اعضاء کاٹ کر پیوند کاری کرنا جائز ہے جب کہ انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ انسان جب اپنے کُل جسم کا مالک نہیں بلکہ اس کا مالک خود خالقِ کائنات ہے بعض اجزاء کا وہ کیسے مالک ہو سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں تصرف کرتا ہے جس کا ان سے محاسبہ ہو گا۔

(۶) مملوک عبد کو تو بیچا جا سکتا ہے لیکن آزاد (حُر) کو بیچنا، رہن[3] رکھنا، مُستاجِری (ٹھیکے داری) کرنا ناجائز ہے ورنہ بھوکے والدین اولاد کو بیچ کر اپنی زندگی عیش و عشرت سے گزار سکتے ہیں اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

قرآنِ مجید) ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[4]

فائدہ) معلوم ہوا کہ خونِ ناقض وضو اور نجاستِ غلیظہ ہے اور سور کا گوشت مردار کی طرح شدید حرام ہے۔

انتباہ) خون کو جب اللہ عزوجل نے خنزیر کے گوشت اور مردار کی طرح حرام قرار دیا ہے تو پھر تم اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف اپنی من مانی ضرورت کو کیوں پیش کر رہے ہو۔

---

[2] (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها، ص 64، المكتبة العصرية، الطبعة: الأولى، 1425 هـ 2005م)

[3] وہ قرضہ جو کوئی چیز بطورِ ضمانت رکھوا کر لیا جائے۔

[4] یہ آیت قرآن مجید میں باختلاف الفاظ چار مقامات پر آئی ہیں سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اُویسی غفرلہ

ارشاداتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر امتی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے۔ دنیا میں امت کے لئے ایسے اُصول دیئے کہ خود دشمنانِ اسلام انگشت بدنداں ہیں (تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف طب اور اسلام) اسی شفیق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک اپنی امت کو سختی سے حرام اشیاء وغیرہ سے علاج منع فرمایا۔

حضرت ابوہند حجام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پچھنے لگوانے (حجامہ کروانے) سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو خون مبارک خارج ہوا وہ میں نے پی لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (تعلیم امت اور عام لوگوں کی بہ نسبت تنبیہ کے لئے) ارشاد فرمایا: أما علمت أن الدم كله حرام إن الدم كله حرام لا تعد۔ [5]

یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ خون سب حرام ہے خون سب حرام ہے (دو مرتبہ فرمایا) دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

درسِ عبرت) ینزح ماء البئر كله كما لو وقعت فيها قطرة من دم او خمر [6]

یعنی کنویں کا کُل پانی نکالا جائے گا جیسے کہ کنویں میں خون یا شراب کا قطرہ گر جائے۔

فائدہ) جب خون کے ایک قطرے میں اتنی نجاست اور اس قدر فساد ہے کہ ایک قطرہ سے سارا کنواں تو بوتلوں کے حساب سے اس کا انسانی جسم میں داخل کرنا کس قدر فساد کا باعث ہوگا۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتباہ) روح البیان میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور دریا میں شراب میں قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں جانوروں کو نہ چراؤں۔

فائدہ) جب شراب کا یہ حال ہے تو خون اس کی طرح نجاست غلیظہ ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟

درسِ عبرت) غور فرمایئے کہ ادھر ایک قطرہ حرام سے کس قدر نفرت ہے اور آج کل مختلف صورتوں میں کثرت حرام کی کس قدر رغبت ہے۔

ببین تفاوتِ رہ کز کجاست تا بہ کجا — یعنی دیکھ! رستوں کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔

حرمت انسانی) یاد رہے کہ جو حلال جانور ہیں اور اس سے انتفاع شرعاً جائز ہے جب ان کا خون بھی حرام ہے تو انسان جو حرمت انسانی کے باعث ویسے ہی ہمیشہ کے لئے حرام ہے اس کے خون کا استعمال تو بدرجہ اولیٰ حرام۔ چنانچہ کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ:

---

[5] (كنز العمال، الفصل الثاني: في محظورات الأكل، الدم من الإكمال، 275/15، رقم الحديث 40961، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

(جامع الأحاديث، حرف الهمزة، الهمزة مع الميم، 337/6، رقم الحديث 5293، د حسن عباس زکی)

[6] (بدائع الصنائع، بيان مقدار الذی يصير به المحل نجسا، 74/1، سعید کمپنی کراچی)

لأنه يحرم الانتفاع بشعر الآدمي وسائر أجزائه لكرامته [7]

یعنی انسان کی کرامت وبزرگی کے سبب اس کے بال اور تمام اجزاء کا استعمال وانتفاع حرام ہے۔

معلوم ہوا کہ بجائے خود خون حرام ہونے کے علاوہ انسانی کرامت کے باعث انسانی خون کا استعمال بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے جب انسان کے بال تک سے اِنتِفاع (نفع) نَارَوا (شریعت کے خلاف) ہے تو اس کے خون جیسے جزو اعظم وجوہر اعلیٰ کا استعمال وانتفاع کیونکر رَوا (دُرُست) ہو سکتا ہے۔

اجماع) اسلام میں اجماعِ امت بھی حجت ہے۔

اتفق العلماء على أن الدم حرام نجس لا يؤكل، ولا ينتفع به [8] (تفسیر خازن، سورۃ البقرہ، جلد۱، صفحہ ۱۳۴)

یعنی علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تحقیق خون حرام وپلید ہے اس کا کھانا اور اس سے کوئی نفع اُٹھانا ناجائز ہے۔

حدیث سے ممانعت) خون کی حرمت ونجاست اور جسم انسانی سے انتفاع کا ناجائز ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہو جانے کے بعد معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ عزوجل نے بیماری اور اس کی دوا نازل فرمائی اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی۔

فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ [9]

پس تم دوا کرو اور حرام چیز سے علاج نہ کرو۔

حدیث) نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ [10]

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام وپلید دوائی سے منع فرمایا۔

---

7) (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الوصل في الشعر، 476/8، رقم الحديث5936، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، 1323 هـ)

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن (باب: {والذين تبوؤوا الدار والإيمان من قبلهم} (الحشر)، 226/19، رقم الحديث7884، دار إحياء التراث العربي، ودار الفكر بيروت)

8) (تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، سورة البقره: 173، 101/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

9) (سنن ابی داؤد، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، 4/7، رقم الحديث3874، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

10) (سنن ابی داؤد، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، 6/4، رقم الحديث3870، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

(سنن الترمذی، أبواب الطب باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، 387/4، رقم الحديث2045، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي–مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

حدیث) إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ [11]

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام فرمائی بیشک اس میں شفاء نہیں رکھی۔

حدیث) لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ شِفَاءَ أُمَّتِي فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ [12]

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز میری امت پر حرام فرمائی بے شک اس میں امت کے لئے شفاء نہیں رکھی۔

حدیث) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک طبیب نے دوا میں مینڈک استعمال کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی حرمت پلیدی کے باعث اس کے قتل سے منع فرمایا۔[13] (ابو داؤد، مشکوٰۃ)

حدیث) حضرت طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شراب کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا انہوں نے عرض کیا حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے میں اسے پیتا نہیں بلکہ دوا میں استعمال کرتا ہوں فرمایا یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔[14]

(مسلم، مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں فرمایا: مَنْ تَدَاوَى بِالْخَمْرِ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ [15]

حدیث) بعض صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے جب کشتیوں اور چمڑوں میں مردار کی چربی استعمال کرنے اور روشنی کے لئے جلانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا "لَا، هُوَ حَرَامٌ"[16] نہیں، وہ حرام ہے۔

انتباہ) حضور اکرم، نورِ مجسم، سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے کتاب حکمت کا جامع بنا کر بھیجا ہے اس ہادی برحق و پیغمبر اسلام نے کس قدر تفصیل اور وضاحت و صراحت کے ساتھ اس سلسلہ میں بھی امت کے لئے رہنمائی فرمائی۔ حرام و پلید چیزوں سے علاج و دوا کو منع فرمایا اور اس معاملہ

---

[11] (المصنف لابن ابی شیبة، كتاب الطب، في الخمر يتداوي (به) والسكر، 126/13، رقم الحديث 25036، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض–السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015م)

[12] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع، خصي البهائم، 233/8، دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية)

[13] (سنن ابی داؤد، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، 4/7، رقم الحديث 3871، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[14] (صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر، 1573/3، رقم الحديث 1984-(3670)، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة عام النشر: 1374 هـ 1955م)

[15] (المصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطب، باب في الخمر يتداوي (به) والسكر، 127/13، رقم الحديث 25042، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض–السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015م)

[16] (صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب: بيع الميتة والأصنام، 779/2، رقم الحديث 2121، (دار ابن كثير، دار اليمامة)–دمشق، الطبعة: الخامسة، 1414هـ 193م)
(صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، 703/2، رقم الحديث 65-1015، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة عام النشر: 1374 هـ 1955م)

میں کسی بیماری یا ضرورت کا اِستثناء نہیں کیا بلکہ تحقیق و تاکید کے الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام اشیاء میں شفاء رکھی ہی نہیں اور بالکل ظاہر فرمادیا کہ خاص حرام و نجس کا استعمال تو درکنار اگر کسی دوا میں اس کی آمیزش ہو تو بھی ناجائز ہے اور طبی نقطہ نگاہ و کسی طبیب کے تجربہ و مشورہ سے اگر چہ کوئی علاج بظاہر مفید ہے لیکن شرعاًوہ بھی حرام ہے تو اس کا استعمال بھی ناجائز ہے انتہا یہ کہ انسان کے ظاہر و باطن میں کسی چیز کا استعمال تو بہت دور کی بات ہے کشتیوں، چمڑوں اور چراغوں میں استعمال کی اجازت دی صاف فرمادیا ''لَا ، هُوَ حَرَامٌ'' اب کسی مومن و متقی کے لئے کیا گنجائش ہے اور اسے کیسے زیبا ہے کہ وہ اس معاملہ میں کانٹ چھانٹ کرے اور سور کے گوشت مردار ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' اور پیشاب، پاخانہ اور شراب کی طرح خون جیسے اشد حرام و نجاست غلیظہ کو مسلمان کے لئے استعمال کرنا جائز قرار دے جو ازروئے تحقیق خود ناپاکی و بیماری ہے اور طبعِ سَلیمہ (صحیح ذوق، سمجھنے اور پرکھنے کی صلاحیت) کے بھی خلاف ہے۔

عطیہ اعضاء) قطع نظر جواز و عدم جواز کے سرے سے ایسا عطیہ یا ہبہ یا خرید و فروخت ہی حرام ہے اس لئے انسان براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اس لئے اسے حر (آزاد) کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ذات کی ملکیت نہیں دی تا کہ یہ انسانی شرافت کو کسی حرص و لالچ میں ضائع نہ کر دے یہی وجہ ہے کہ انسان نہ خود کو بیچ سکتا ہے نہ اپنی اولاد وغیرہ کو ہاں عبدیت (غلام) کے قواعد و قوانین کی علیحدہ بحث ہے جسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

مودودی اور اس کے معتقدین) دورِ حاضرہ میں ٹیڈی مجتہدین کا سربراہ مودودی ہے اس نے اکثر شرعی مسائل میں توڑ مروڑ کر کے جواز و عدم جواز پر زور لگایا ہے لیکن انتقالِ خون اور اعضاء کی پیوند کاری کے خلاف بیانات دیئے ہیں۔ مودودی کا اپنا نظریہ بعد میں عرض کروں گا اس کے ایک بہت بڑی حامی کا بیان ملاحظہ ہو۔

ایڈیٹر ماهنامه تجلی دیوبند انڈیا) ماہنامہ تجلی دیوبند میں لکھا ہے کہ دورِ حاضرہ میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ خون اور آنکھوں کا عطیہ شرعاً جائز ہونا چاہیے۔ اس رُجحان (دلچسپی) کا پایا جانا قدرتی بھی ہے مادہ پرست تہذیب و تمدن کے غلبے نے ذہنوں کے سانچے کچھ ایسے بنادیئے ہیں کہ اچھے خاصے مومن مخلص بھی اخلاقی اقرار پر مادی نقصان اور نفع کو ترجیح دیتے ہوئے فکر و تدبر کی گاڑی آگے بڑھاتے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں کہ شاید کوئی مذہب ایسا ہو جس نے انسان کے مردہ جسم کو قابل احترام نہ کہا ہو بلکہ جس طرح بڑوں کا ادب، ماں باپ سے حسن سلوک اور کذب و فریب سے اجتناب جیسی چیزوں کو انسان کا وجدان اور ضمیر کی خارجی تعلیم وہدایت کے بغیر ہی نیکی اور اچھائی کا نام دیتا آیا ہے اسی طرح انسان کے مردہ جسم کے لئے تکریم کا جذبہ بھی اس کے وجدان و ضمیر ہی میں موجود ہے۔ یہ تکریم تقاضا کرتی ہے کہ مردہ جسم کو جوں کا توں سپردِ خاک کر دیا جائے فَنِ جرّاحی (اعضاء جوڑنے / سینے کا علم) کے ذیل میں اگر جسم انسانی کی چیر پھاڑ جائز قرار پائی تو وہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق پوری نوع انسانی کے مفاد سے ہے پوری نوع انسانی کا مفاد یقیناً ایک ایسی قیمتی مصلحت ہے جس کی خاطر محدود پیمانے پر تکریم کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے لیکن صرف ایک آدمی کو بینا بنانے کی خاطر کسی مردہ جسم کی آنکھ نکال لینا اتنا اہم اور بیش قیمت نہیں ہے کہ تکریم واحترام کی اخلاقی قدر کو بلا تکلیف پامال کر دیا جائے علاوہ اس کے اسلام نے صفائی کے ساتھ جتلا دیا ہے کہ تمہارا جسم تمہاری اپنی ملکیت نہیں ہے بلکہ امانت ہے اس باری تعالیٰ کی جس نے اسے خلعت وجود بخشا تم اس کے مجاز نہیں کہ اسے جس طرح جن راہوں میں چاہے استعمال کرو اور جب چاہے ہلاک کر دو۔ خود کشی حرام ہے اگر ہمارا جسم ہماری اپنی ہی ملکیت ہوتا تو خود کشی کی حرمت کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا پھر جب یہ ہماری ملکیت ہی نہیں تو ہمیں کُلی یا جزئی طور پر اسے بطورِ عطیہ دینے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا آدمی جو زندہ ہوتے ہوئے نابینا ہے اگر کسی مرنے والے کی آنکھ لے کر بینا

ہو جائے تو یہ اچھی ہی بات ہے برائی اس میں کچھ نہیں وہ دراصل اخلاقی مذہبی اقدار سے دستبرداری دے کر خالی مادی نفع و نقصان کا نقطہ نظر اختیار کرتے ہیں۔ بے شک مادی اعتبار سے یہ منطق درست ہی ہے کہ مردہ انسان کو تو بہر حال خاک ہونا ہے اسے نہ آنکھ کی ضرورت رہی نہ ناک کی اس کے کسی عضو سے زندہ انسان کو فائدہ پہنچ جائے تو یہ مہنگا سودا نہیں لیکن یہ منطق صرف آنکھ یا ناک تک ہی تو نہیں رہ جاتی اس منطق کی رو سے یہ بالکل جائز ہے اور اعتراض سے بالاتر ہونا چاہیے کہ ہم مرنے والوں کو دفن کرنے یا جلانے یا تابوت میں محفوظ کرنے کے عوض ان کی کھال کھینچ لیا کریں۔ کھال بہر حال ایک کارآمد شے ہے اور اس کے کوٹ بھی بن سکتے ہیں، دستانے بھی، جاء نماز بھی۔ ہڈیوں سے فاسفورس بھی نکالا جا سکتا ہے، چربی صابن کے کام آسکتی ہے، جسم انسان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو کسی نہ کسی نفع بخش کام میں نہ کھپایا جا سکے۔ ہم نے بہت غور کیا مگر ہمیں کوئی دلیل ایسی نہ مل سکی جس کے تحت ہم آنکھوں کے عطیہ کو تو جائز قرار دے لیں مگر پورے جسم کے عطیہ کو حرام ٹھہرائیں۔ آنکھیں نکال کر کسی زندہ انسان کے حوالے کر دینے کی وصیت اگر کارِ خیر ہے تو پھر یہ وصیت بھی کارِ خیر کے زُمرے (سلسلے) میں آنی چاہیے کہ ہماری کھال اتروا کر کسی قومی پروجیکٹ میں دے دی جائے، ہماری ہڈیاں فلاں ماچس کمپنی کے حوالے کر دی جائے جو فوج کے لئے ماچس بناتی ہے، ہماری چربی اس صابن فیکٹری کو بخش دی جائے جو ملک کی حفاظت کرنے والے جوانوں کے لئے صابن تیار کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

آخرت میں بینا اور نابینا اُٹھنے کا سوال علم و متانت کے دائرے سے خارج ہے۔ ایسا کسی عالم نے نہیں کہا کہ جس مردے کی آنکھیں نکال لی جائیں وہ بیچارہ قیامت کے دن اندھا اُٹھے گا اور ٹھوکریں کھاتا پھرے گا گفتگو فقط دنیا کے دائرے میں ہے اور فتویٰ اُصول شرعی کے مطابق جاری ہو سکتا ہے۔ اُصول شرعی یہی ہے کہ مردہ جسم خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اس میں کوئی تصرف ایسا جائز نہیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہ دی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ماہنامہ تجلی دیوبند انڈیا)

علامہ مفتی الحاج ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی (گوجرانوالہ) آپ اپنے ماہنامہ رضائے مصطفی میں مُجَوِّزِین (پیش کرنے) کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ (پارہ۲، سورۃالبقرہ، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

مذکورہ) صریح حرام چیزوں میں منکرین میلاد و گیارہویں نے بالعموم خون اور "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے بارے میں جہالت و جسارت کا مظاہرہ کیا ہے یعنی بزعم خویش گیارہویں وغیرہ کی اشیاء کو تو "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے تحت معاذاللہ حرام قرار دیتے ہوئے اس سے شدید اجتناب کرتے ہیں لیکن خون کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ عبادت و تقویٰ قرار دیتے ہیں حالانکہ بنصِ قرآن خون صریح حرام و پلید چیز ہے جبکہ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے متعلق ہے یعنی جس کو نام خدا کے بجائے کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وہ جانور حرام ہے اور اس حکم کا ختم گیارہویں وغیرہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ کوئی مسلمان کسی جانور کو گیارہویں والے پیر صاحب کے نام پر ذبح نہیں کرتا بلکہ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ" پڑھ کر ذبح کئے ہوئے جانور وغیرہ کا بذریعہ دعا ثواب پہنچاتا ہے مگر منکرین گیارہویں کی عجیب جہالت و حماقت ہے وہ گیارہویں شریف کو سینہ زوری کے ساتھ حرام بتاتے ہیں مگر بنصِ قرآن خون جیسی حرام اور نجس چیز کے استعمال کی تبلیغ کرتے ہیں سچ ہے

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ جماعت اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں خون دینا جائز ہے اور اس کا یہ احسان ایک طرح کی عبادت و تقویٰ ہے اس میں بڑا اجر و ثواب ہے۔ خون کا تبرع و صدقہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہو گا بلفظِ مختصر اَدیکھئے نَصِ صَرِیح (قرآن و حدیث سے واضح دلیل) کے مقابلہ بغیر کسی دلیل صریح کے حرام خون کے استعمال کی کتنی خود ساختہ "فضیلت" بیان کی گئی ہے جبکہ گیارہویں شریف کو حکم قرآنی میں تحریف کر کے خواہ مخواہ حرام قرار دے کر حرام و حلال میں خود ساختہ شعبدہ بازی دکھائی جاتی ہے۔ یہ گیارہویں والے پیر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی پھٹکار نہیں تو اور کیا ہے کہ

؎ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

بنام مفتی صاحب) گذشتہ دنوں ایک معروف مفتی صاحب نے اخباری بیان میں مروجہ عطیہ چشم کو متعدد دلائل شرعی کی رو سے ناجائز قرار دیا اور پھر اپنے ہی قائم کردہ دلائل کے برعکس بضرورت جان بچانے کی قید لگا کر نہ صرف خون دینا بلکہ گردہ پھیپھڑا تک دینے کو جائز کر ڈالا۔ چنانچہ ان سے نَظرِ ثانی (دوبارہ غور و فکر) کی اپیل کرتے ہوئے مولانا الحاج ابو داؤد صادق مد ظلہ العالی نے روزنامہ "نوائے وقت، روزنامہ جنگ لاہور" میں حسبِ ذیل بیان جاری کیا کہ ایک طرف تو مفتی صاحب نے عطیہ چشم و خون کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اعضاء انسانی کو امانت خداوندی اور ان میں تصرف ممنوع کہا ہے اور دوسری طرف خون، گردہ اور پھیپھڑے کے عطیہ کو جان بچانے کے لئے بضرورت جائز قرار دیا ہے حالانکہ بحکم حدیث "فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ" غذا کی طرح دوا میں بھی حرام چیزوں میں بچنا ضروری ہے اور خون کی حرمت و نجاست محتاج بیان نہیں بحکم قرآنی تکریم انسانی کے تحت جسم انسانی سے انتفاع سراسر ناجائز ہے۔ فقہ اسلامی کی مشہور و معتبر کتاب "بہارِ شریعت حصہ ۱۴، صفحہ ۱۲۶" پر اس مسئلہ کا خلاصہ بدیں الفاظ کیا گیا ہے کہ انسان کے کسی جزو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی لہٰذا جس بناء پر عطیہ جسم ناجائز ہے اس بناء پر خون کا استعمال بھی حرام اور گردہ، پھیپھڑا وغیرہ اعضاء کا استعمال بھی ناروا ہے آئندہ انسانی اعضاء کے کاروبار کے سدباب کے لئے بھی عطیہ چشم کے علاوہ خون اور انسانی جسم کی دیگر چیزوں کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا جائے جہاں تک جان بچانے کا خیال ہے چونکہ یہ ایک مَوہُوم وظَنّی (وہم میں ڈالنے والی) چیز ہے لہٰذا اس کے لئے حرامِ قطعی کا استعمال جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (پریس نوٹ)

ڈاکٹری تائید) مذکورہ بیان کی تائید ڈاکٹر حضرات کی تنظیم محمڈن میڈیکل اوپن یونیورسٹی لاہور نے اخبارات "جنگ، نوائے وقت، مشرق" وغیرہ میں حسبِ ذیل نمایاں قیمتی اشتہارات شائع کرائے۔

اسلامی ڈاکٹر) ہم حضرت جناب مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب مد ظلہا العالی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کا اس فتویٰ پر شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہوں نے خون و دیگر انسانی اعضاء کے عطیات کے ضمن میں شائع کرایا ہے اسلامی مُعالجین (علاج کرنے والے، ڈاکٹر) کی کتاب قرآن حکیم کی واضح تائید ہے کہ خون کا استعمال ہر طرح ممنوع ہے کیونکہ خون فضلہ ہے اور یہ معالجین کا تجربہ ہے کہ خون وہ چکنائی ہوتی ہے جو حرارت کے تحت سرخ رنگ پکڑ لیتی ہے۔ اوجھڑی میں خون نہیں ہوتا کیونکہ اوجھڑی سے حرارت منہ اور مَقعَد (دُبُر، پاخانہ کا مقام) کے راستہ خارج ہوتی رہتی ہے لہٰذا اوجھڑی غذا کے سلال (چکناہٹ) سے

بنتی ہیں اسی طرح دماغ کی کھوپڑی میں بھی خون نہیں ہوتا کیونکہ دماغ سے حرارت ہَفت اَندام[17] کے راستہ سے براہ راست خارج ہوتی رہتی ہے یعنی او جھڑی اور دماغ میں حرارت مقام نہیں کرتی کلیجی یعنی جگر میں حرارت کو براہ راست خارج ہونے کا راستہ نہیں ملتا اس لئے جگر میں حرارت مقام کرتی ہے اس لئے جگر کا رنگ سرخ ہے یہی وجہ ہے کہ یونانی جگر کو روح کا مقام کہتے ہیں کیونکہ یونانی معالجین نار یعنی حرارت کو باعث تخلیق کائنات شمار کرتے ہیں لیکن اسلامی معالجین نور یعنی اس نطفہ کو روح شمار کرتے ہیں جو غذا کے سلال (چکناہٹ) سے حرارت خارج ہونے کے بعد ٹھنڈک کے زیر اثر ٹپکتا ہے دونوں گروہ کے اپنے اپنے نظریات و تجربات ہیں جبکہ مسلمان معالجین کے مطابق یعنی قرآن حکیم کے مطابق جنات اور انسان تخلیق پاتے ہیں۔ یونانی معالجین کے نظریہ کے مطابق اربعہ عناصر یا جدید یونانی یعنی ایلوپیتھک حضرات کے مطابق دو عَنَاصِر مرکب ہو کر انسان پیدا ہوتا ہے لیکن اسلامی معالجین کے نظریہ کے مطابق حرارت کو خارج کرنے کے بعد انسان پیدا ہوتا ہے کیونکہ آدم اس دنیا میں (نار) حرارت کو ترک کرنے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی معالجین کا خون سمیت انسانی اعضاء کے عطیات پر اتفاق ہے لیکن اسلامی معالجین کے نزدیک یہ غلط ہے اس ضمن میں مزید یہ طبعی ثبوت موجود ہے کہ خون جن رگوں میں بنتا ہے ان رگوں کو شریانیں[18] اور خون جن رگوں سے خارج ہوتا ہے ان رگوں کو وَرِیدیں[19] کہا جاتا ہے یعنی ورید وہ رگ ہے جو لحم بناتی ہے اور شریان وہ تحریک ہے جو جنات کا جسم بناتی ہے عطیات خون واعضاء کے ضمن میں مولانا صاحب مذکور کا فقط یہی اشارہ کافی ہے سورہ کہف میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو فقط اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ بچہ اپنے مومن باپ کی بدنامی کا باعث نہ بنے پھر عطیہ میں کسی کو نذر کئے گئے اعضاء کا یہ حلف لینا ممکن نہیں ہے کہ عطیہ وصول کرنے والا عطیہ کو فقط اسلام کی راہ میں استعمال کرے گا معالج ایسے اسلامی علماء کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

"روزنامہ جنگ لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۵ء" عطیاتِ خون واعضاء کے ضمن میں مفتی حبیب احمد ہاشمی صاحب نے غلط موقف اختیار کیا ہے کہ قرآن و سنت کی رو سے حرام اشیاء کو بوقت ضرورت استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ انبیاء، خلفاء اور آئمہ واولیاء کرام سے یہ اطلاع نہیں ملتی کہ کبھی انہوں نے خون استعمال کیا ہو یا استعمال کرنے کی اجازت دی ہو۔ انبیاء، خلفاء اور آئمہ واولیاء کے قول وفعل کے علاوہ اگر کسی کے نزدیک قرآن وسنت کا کوئی اور مفہوم ہے تو یہ باطل ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۱ نومبر ۱۹۸۵ء)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کٹے ہوئے اعضاء کو خون استعمال کئے بغیر دوبارہ جوڑا ہے پھر معالجین نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس تجربہ کو اسی طرح بحال رکھا جس طرح فقہاء نے فقہ محمدیہ کو بحال رکھا ہے۔ استدعا ہے کہ غیر اسلامی طریق علاج کو مروج کرنے کی ترغیب نہ دی جائے اس طرح اسلامی ڈاکٹروں کے حقوق مفلوج (پامال) ہوتے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ علماء حضرات طبی معاملات میں دخل انداز نہ ہوں اگر دخل اندازی ضروری ہے تو اسلامی فقہ کو مدنظر رکھیں۔ (روزنامہ مشرق، ۲۰ نومبر ۱۹۸۵ء)

منجانب محمڈن میڈیکل اوپن یونیورسٹی، ۰۶ راوی روڈ لاہور نمبر ۲،

ماہنامہ رضائے مصطفی چوک دارالسلام گوجرانوالہ

---

[17] وہ رگ جو خون کو سارے بدن میں پہنچاتی ہے۔

[18] وہ رگ جو دل سے بدن میں خون پہنچاتی ہے۔

[19] وہ رگ جو گندہ خون پھیپھڑوں میں پہنچاتی ہے اور وہاں صاف ہو کر وہ خون شریانوں کے ذریعے جسم میں پھیل جاتا ہے۔

مودودی نے کہا) ہم اس کے ماہنامہ ترجمان القرآن کی ایک نقل پیش کرتے ہیں۔

سوال) کیاایک مسلمان زندگی میں اپنی آنکھیں عطیہ کر سکتاہے کہ موت کے بعد کسی مریض کے لئے استعمال ہو سکیں کیا یہ قربانی گناہ تو نہ ہوگی؟

الجواب) آنکھوں کے عطیہ کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتا بہت سے دوسرے اعضاء بھی مریضوں کے کام آسکتے ہیں اور ان کے دوسرے استعمالات بھی ہوسکتے ہیں یہ دروازہ اگر کھول دیا جائے تو مسلمان کا قبر میں دفن ہونا مشکل ہو جائے گا اس کا سارا جسم ہی چندے میں تقسیم ہو کر رہ جائے گا۔ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کو حق نہیں پہنچا کہ (خالق کے حکم و مرضی کے خلاف) مرنے سے پہلے اپنے جسم کو تقسیم کرنے یا چندے میں دینے کی وصیت کر دے۔ روح کے نکل جانے کے بعد اس جسم پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس معاملے میں اس کی وصیت نافذ ہو اسلامی احکام کی رو سے زندہ انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے۔ ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہو جائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کارآمد اجزاء زندہ انسانوں کے علاج میں استعمال کئے جانے لگیں بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے [20] انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی جائے گی حتی کہ اس کے بعد ایک مرتبہ انسان پھر اس دورِ وحشت کی طرف پلٹ جائے گا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا اگر ایک دفعہ مردہ انسانوں کے اعضاء نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر بھی جگہ حد بندی کر کے آپ اسی جسم کے دوسرے مفید استعمالات کو نہ روک سکیں گے کس منطق سے اس بندش کو معقُول (مناسب) ثابت کریں گے۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن جنوری ۱۹۶۲ء)

تجلی دیوبند) میت کی آنکھیں نابینا کے لئے بالکل جائز نہیں ہیں اس کی وجہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں جن کے نزدیک اخلاقی وروحانی اقتدار کی کوئی قدر و قیمت مادی منفعتوں سے زیادہ ہو اسلام بنی آدم کو مکرم قرار دیتا ہے اور اس کے مردہ جسم کو قابل احترام کیا ہے اس لئے اس کے کسی حصہ کی تجارت جائز نہیں اسے روندنا حلال نہیں اسے یوں ہی بے گور و کفن ڈال کر گِدھوں کی خوراک بنانا مباح نہیں کسی مردہ کی آنکھ سے ایک زندہ شخص کی بینائی مل سکتی ہے یہ فقط ایک مادی اور جسمانی فائدہ ہے اگر مادہ اور جسمانی فائدہ ہی کسی فعل و عمل کے لئے کافی دلیل جواز ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مردہ انسان کا گوشت فروخت کرنا اور ہڈیوں کو کارخانوں میں بیچ کر مصنوعات میں تبدیل کرنا حلال نہ ہو۔ آخر کیوں دفن کر کے یا جلا کر ایک خام مال ضائع کیا جائے گوشت کھایا جاسکتا ہے، ہڈیاں فاسفورس بنانے میں کام آسکتی ہیں، بعض اور چیزیں بھی ان سے بن سکتی ہیں۔ کفن پر کپڑا خرچ کرنا بھی لایعنی ہوگا آخر کیوں چند روپے اور کپڑا برباد کیا جائے جبکہ اسے بچا لینے میں مادی فائدہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں خون کو آج کل کے مکر و فریب تہذیب نے جائز قرار دیا اس کے نتیجہ میں خون کی تجارت عام ہوئی اور آنکھ یا کوئی اور عضو دینا بھی اس طرح جائز ہو تو پھر مردہ جسموں کی تجارت بھی عام ہوگی اس سے زندوں کو فائدہ پہنچے تو پہنچے مگر جسم انسانی کا وہ احترام ختم ہو جاتا جسے اسلام نے ذہن نشین کرایا ہے۔ انسانی گوشت کھانے کی بات پر ابکائی مت لیجئے دنیا میں کئی لوگ اسے کھاتے ہیں اور شوق سے کھاتے ہیں انہیں پوچھئے کہ یہ کس قدر خوش ذائقہ ہوتا ہے اگر ہم اور آپ بھی مَادِّیت (جسمانیت) کی ہی سطح سے سوچیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسانی گوشت بطورِ خوراک استعمال کرنے کا تصور انہی کی بات معلوم ہو۔ (ماہنامہ تجلی جون ۱۹۶۵ء)

---

[20] جیسے کہ فی الواقع دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں جرمنوں نے بنائے تھے، انسانی کھال بھی اتار کر اس کو دباغت دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ یا منی پرس بنائے جاسکیں چنانچہ چند سال قبل مدراس ایک ٹیزی کر چکی ہے۔

ایک عجیب واقعہ) فقیر ۱۴۰۳ھ میں سعادتِ حج سے بہرہ مند ہوا اور اس دوران کافی عرصہ حرمین طیبین اور جدہ شریف کی اقامت نصیب ہوئی۔ کسی نے بتایا کہ جدہ شریف میں ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا گیا جس نے کئی آدمی قتل کرکے اس کا گوشت فریج میں محفوظ کر رکھا تھا جسے وہ آدھا کھا چکا تھا۔ اس سے اس غلیظ حرکت کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ انسانی گوشت لذیذ ترین غذا ہے اور یہ کام میں عرصہ سے کر رہا ہوں اس شخص کو تعزیرات شرعیہ کے مطابق پھانسی پر لٹکایا گیا۔

انتباہ) تعزیرات کی سخت سزا کا خطرہ نہ ہو تو انسان کے گوشت کھانے والے ہزاروں نکل آئیں گے اور عذر یعنی مہنگائی بتاکر کہیں گے انسان کا گوشت مفت مل جاتا ہے فلہٰذا "مفت راچہ باید گفت"

مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

سوال) کیا فرماتے ہیں حضراتِ علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی مریض کے لئے خون دینا شرعاً جائز ہے اور مریض کی ہمدردی کے خیال سے اس پر ثواب کی امید رکھنا درست ہے؟ بینوا توجروا سائل محمد رفیق گوجرانوالہ

الجواب) قرآن کریم میں ہے کہ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ [21] یعنی بہتا خون کا نجس العین ہونا مطلقاً نص قطعی سے ثابت جیسے خمر و خنزیر و مردار تو اس کا استعمال "دواءً" حرام وناجائز ہے اور اجزاء بنی آدم سے انتفاع بھی حرام یہ مزید بر آں ہے اور حرام و نجس چیز "دواءً" نہیں بلکہ "داء" (بیماری) ہے۔

حدیث شریف میں ہے: أَنْ لَا شِفَاءَ فِي الْمُحَرَّمِ [22]

یعنی حرام چیزوں میں شفاء نہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ [23]

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام فرمائی بیشک اس میں شفاء نہیں رکھی۔

خون کا جواز صراحۃً باطل اور اس پر عمل کرنا ناجائز بہر حال یہ طریقہ علاج (بالدم) شرعاً ناجائز ہے اور اس حرام پر ثواب کی امید رکھنا نہایت سخت بات ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ

ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

رضائے مصطفی) ۲۰ فروری کے روزنامہ وقت لاہور میں بصیر پور کے حوالہ سے بلاوجہ بلاموقع ایک فتویٰ بڑی شد و مد سے شائع کرایا گیا ہے کہ انتقالِ خون نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ثواب کمانے کا بھی ذریعہ ہے اور اسی فتوے کے ساتھ اسی مضمون میں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ علماء کرام کی اکثریت

---

[21] (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۵) **ترجمہ:** رگوں کا بہتا خون

[22] (صحيح ابن خزيمة، كتاب الوضوء، باب باب الدليل على أن أبوال ما يؤكل الخ، 60/1، رقم الحديث 114، المكتب الإسلامي بيروت)

[23] (المصنف لابن ابي شيبة، كتاب الطب، في الخمر يتداوي (به) والسكر، 126/13، رقم الحديث 25036، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض–السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015م)

کی طرف سے عطیہ وانتقالِ خون کو حرام و شرفِ انسانیت کے خلاف قرار دیا گیا۔ نامعلوم علماءِ اکثریت کے خلاف بعض علماء کی ذاتی و انفرادی رائے کو ترجیح کیوں دیتے ہیں حالانکہ عقل و نقل کے مطابق اکثریت کی موافقت کو بہتر و کامیاب قرار دیا گیا ہے خصوصاً جبکہ اکثریت بھی علماء کرام اور اکابر کی ہو جن کے متعلق حدیث پاک میں فرمایا گیا: اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ [24]

یعنی برکت تمہارے اکابر وبزرگانِ دین کی موافقت میں ہے (نہ کہ مخالفت میں)۔

بہرحال مضمون نگار کے بقول جن علماء کرام نے عطیہ وانتقالِ خون کو حرام و شرفِ انسانیت کے خلاف قرار دیا تھا ان میں نمایاں طور پر استاذ العلماء، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت بھی شامل تھی جن کا فتویٰ مبارک آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حضرت مرحوم علماء بصیرپور کے بھی استادِ محترم ہیں اور علماء اہل سنت کے ایک جم غفیر کے استاد واستاذ الاساتذہ اور پیر و مرشد ہیں اور آپ کا فتویٰ مذکورہ کوئی ذاتی رائے نہیں بلکہ کتاب و سنت کے صریح ارشادات پر مشتمل ہے اور اس فتویٰ کے دو پہلو بہت اہم نمایاں اور بنیادی ہیں ایک تو غذا کی طرح بطورِ دوا بھی حرام چیز کا استعمال ناجائز ہونا اور دوسرا جسم انسانی سے انتفاع حرام ہونا اور عطیہ انتقالِ خون میں چونکہ یہ قباحتیں ہیں اس لئے شرعاً اس کی ممانعت بالکل واضح و صریح ہے۔

واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

قبل صلوٰۃ العصر دارالحدیث جامعہ اُویسیہ رضویہ

بہاولپور۔ پاکستان

---

[24] (المعجم الأوسط للطبراني، باب میم، من اسمه مقدام، 16/9، رقم الحديث 8991، دار الحرمين–القاهرة، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)

(صحيح ابن حبان، النوع الثاني ذكر استحباب التبرك للمرء بعشرة مشايخ أهل الدين والعقل، 530/1، رقم الحديث804، دار ابن حزم–بيروت، الطبعة: الأولى، 1433 هـ 2012 م)